✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت تربیتِ اولاد

وقت 5-7 منٹ

اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ

(تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے)

(قرآن کریم کی روشنی میں)

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔(لقمان:14)

کہ جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے اُن پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا

(درثمین)

معزز سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ تمہاری اولاد بھی تمہاری کَسب یعنی کمائی میں شامل ہے پر میری یہ تیسری اور قرآن کریم کے حوالہ سے دوسری تقریر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اولاد کی تعلیم وتربیت اور اُس کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لیے بہت سے احکامات نازل فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر ہم کل کی تقریر میں کر آئے ہیں۔ باقی کا ذکر آج کی تقریر میں ہو رہا ہے۔ آج کی تقریر میں سب سے پہلے مَیں سورۃ لقمان میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصائح کا ذکر کروں گا جو سورۃ لقمان کی آیات 14 تا 20 میں بیان ہوئی ہیں۔ اُن کو ہم ترتیب سے یوں بیان کر سکتے ہیں۔

1: اے بیٹے! اللہ کا شرک نہ کرو۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

2: اللہ اور اپنے والدین کا شکر ادا کیا کرو۔ کیونکہ والدین کا تم پر بہت احسان ہے۔ تم بھی اُن کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ماں نے کمزوری کے بعد کمزوری میں تمہیں اٹھائے رکھا۔ تمہارا دودھ چھڑانا دو سال میں مکمل ہوا۔

3: اگر تمہارے والدین تمہیں اللہ کا شریک ٹھہرانے کا کہیں تو اِس معاملہ میں اُن کی اطاعت نہ کرو۔ ہاں باقی معروف امور میں اُن کی اطاعت جاری رکھو۔

4: چھوٹے سے چھوٹا نیک عمل کرو۔ اللہ اُسے ضرور ظاہر کر دے گا۔

5: اُس راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف جھکا ہے۔

6: اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو۔

7: نیکی کا حکم دے اور بُرائی اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتے رہو۔ یہ اصلاح وارشاد کا کام ہے۔ دعوت الی اللہ ہے جو کرتے رہنا چاہیے۔

8: مصیبت اور مشکل آنے پر صبر اختیار کرو۔

9: نخوت سے انسانوں کے لیے اپنے گال نہ پھلاؤ۔

10: زمین پر اکڑتے ہوئے نہ پھرو۔ اللہ تکبر اور فخر ومباحات کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

11: اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔

12: اپنی آواز کو دھیما رکھا کرو۔ سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمّات کا کسطرح متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پَرتو محبت کا اُن میں ڈال دیا، مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جبتک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فردِ بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو، کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیّت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرحِ صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 315۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس حوالہ سے فرمایا ہے کہ

"حضرت لقمانؑ کی نصیحت بیٹے کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے تا کہ لوگ اِس پر عمل کریں۔ اِس میں دس احکام ہیں۔

1: شرک سے مجتنب رہو۔ 2: والدین سے حسنِ سلوک کرو سوائے حکمِ شرک کے اُن کے سب حکم مانو۔ 3: علمِ الٰہی پر ایمان رکھو کہ وہ تمہاری ہر حرکت سے واقف ہے۔ 4: نماز قائم کرو۔ 5: بھلی بات کا حکم دو۔ 6: بُری باتوں سے منع کرتے رہو۔ 7: لوگوں کے ساتھ تکبّر سے پیش نہ آؤ۔ 8: زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ 9: ہر ایک معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو۔ 10: اپنی آواز کو دھیما رکھو۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 363)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت لقمانؑ کی بیٹے کو شرک سے اجتناب کی نصیحت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"شرک تین قسم کا ہے اوّل یہ کہ عام طور پر بت پرستی، درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلاں کام نہ ہوتا تو مَیں ہلاک ہو جاتا یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے۔ موٹے شرک میں تو آج کل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا البتہ اس مادّی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود و کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے۔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ - لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ۔ یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبودات دنیا پر زور دیا جاوے اسی کا نام ہی شرک ہے اور معاصی کی مثال تو حُقّہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقّت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی مگر شرک کی مثال افیم کی سی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔"

(الحکم جلد 7 نمبر 24 مورخہ 30 جون 1903ء صفحہ 11)

"یاد رکھو شرک کی کئی قسمیں ہوتی ہیں ان میں سے ایک شرک جلی کہلاتا ہے دوسرا شرک خفی۔ شرک جلی کی مثال تو عام طور پر یہی ہے جیسے یہ بت پرست لوگ بتوں، درختوں یا اور اشیاء کو معبود سمجھتے ہیں اور شرک خفی یہ ہے کہ انسان کسی شئے کی تعظیم اسی طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کی کرتا ہے یا کرنی چاہیے یا کسی شے سے اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کرے یا اس سے خوف کرے یا اس پر توکل کرے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ لقمان صفحہ 315-316)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ شرک سے نفرت کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"قرآن کریم سارا اِس کے ردّ سے بھرا ہوا ہے۔ پھر شرک کے سب سے بڑے دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے شرک کا پتہ لگ سکتا ہے۔ شرک وہ بُری چیز ہے کہ اُس کی نسبت خدا نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ! پھر بھی مسلمان اس کے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسول کی سنتِ مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظہ نومی جو بیماری ہے۔ اسکے عجائبات سے بھی اس کی حکمتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اشاعت کے لئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے مَیں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی۔ اس میں بھی اسی پر زیادہ بحث ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 364)

نیز وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جو مصائب تجھ پر آئیں۔ ان میں صبر کر۔ حضرت لقمان نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کر اور بدی سے منع کر تو چونکہ اس حکم کی تعمیل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نیک نصیحت کرنے والوں اور بدی سے منع کرنے والوں کے لوگ مخالف ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ان کو دکھ دیا کرتے ہیں۔ اس واسطے ساتھ ہی ایسے مصائب پر صبر کرنے کی وصیت کی۔ آجکل کے صوفیوں میں ایک علامتی فرقہ کہلاتا ہے جو جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں۔ جن سے وہ مخلوق کے درمیان قابلِ ملامت ہو جائیں۔ مثلاً رمضان شریف میں بغیر عذر کے لوگوں کے سامنے روزہ توڑ دیا اور کچھ کھانے پینے لگ گئے اور بعد میں خفیہ طور پر اس کا کفّارہ ساٹھ روزے رکھ لیا۔ اس واسطے کرتے ہیں کہ خلقت کے درمیان قابل تعریف نہ بنیں بلکہ ملامت کہتے جائیں۔ لیکن یہ ملامتی بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے۔ جو لوگ احکام الٰہی پر عمل کر کے خلقت کے درمیان اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر بنتے ہیں۔ وہ تو خود بخود ملامتی بن جاتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 368)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2026ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں شرک کے حوالہ سے فرمایا کہ

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ توحید کا کلمہ ہے اس کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت اور سچی فرمانبرادی کے لائق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن ہدایات کو خدا سے پاکر مخلوق کو پہنچانے والے ہیں اور جو کچھ اُدھر سے آتا ہے وہ اسی راہ سے آتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہر کام کرتے ہوئے، ہر لفظ بولتے ہوئے ہمیں ہمیشہ یہ خیال رہے کہ یہ لفظ ہمیں خدا سے دُور لے جانے والا اور شیطان کے قریب کرنے والا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے کہ وہ آپؑ کو فتوحات دے گا اور ضرور دے گا، مگر ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہم نے ان فتوحات کا حصّہ بننا ہے تو ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والے بنیں۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تربیت اولاد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"قرآنِ کریم کے احکام کی ایک اور خوبصورتی بھی واضح ہوتی ہے کہ پہلے اولاد کو کہا کہ تم نے والدین کی خدمت کرنی ہے، اُن سے احسان کا سلوک کرنا ہے، اُن کی کسی بات پر بھی اُف نہیں کرنا۔ انسان کو اعتراض تو اُسی صورت میں ہوتا ہے جب کوئی بات بُری لگے۔ تو فرمایا کہ کوئی بات والدین کی بُری بھی لگے تب بھی تم نے جواب نہیں دینا بلکہ اس کے مقابلے پر بھی تمہاری طرف سے رحم اور اطاعت کا اظہار ہونا چاہئے۔ اب والدین کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو۔ کوئی امر اس تربیت میں مانع نہ ہو۔ غربت بھی اس میں حائل نہ ہو۔ پس یہ والدین پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا خیال رکھو کہ وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مردہ نہ ہو جائیں۔ اُن کی صحت کی طرف توجہ نہ دے کر اُنہیں قتل نہ کرو۔ بعض ناجائز بچتیں کر کے اُن کی صحت برباد نہ کرو۔ پس ماں باپ کو جب ربوبیت کا مقام دیا گیا ہے تو بچوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اُن پر فرض کیا گیا ہے۔ بچوں کو معاشرے کا بہترین حصّہ بنانا ماں باپ پر فرض کیا گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 26/جولائی 2013ء)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل میں جا کر اولاد کو سنبھالنے، اُن کی تعلیم و تربیت کرنے اور اُن کو ادب کے گُر سکھلانے کے متعلق تعلیم دی ہے۔ یہاں تک کہ متبنّٰی اور لے پالک بچوں اور بچیوں کے متعلق بھی احکام دیے ہیں۔ اِن احکام میں بھی اُن کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔ یہ تمام حکم سورۃ الاحزاب میں تین مختلف آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ آیت نمبر 5 میں حکم دیا کہ لے پالک تمہارے حقیقی بیٹے نہیں۔ یہ محض تمہارے منہ کی باتیں ہیں پھر اگلی آیت میں تین حکم نازل فرمائے۔

اوّل لے پالک کو بالارادہ بیٹا کہنا قابلِ سزا ہے۔ دوم۔ لے پالکوں کو اُن کے اصل اور حقیقی باپوں کے نام سے یاد کرو اور سوم اگر لے پالک بیٹوں کے باپوں کا علم نہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ جو آداب دینی بھائی یا دوست کے ہیں اُن کو مدِ نظر رکھ کر اُن سے Deal کرو۔

سورۃ احزاب کی آیت 38 میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان جاری فرمایا کہ اگر تمہارے متبنّٰی بیٹے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو تمہارا اُس مطلّقہ سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ تمہارا حقیقی بیٹا نہیں۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی (حضرت زینبؓ) کو طلاق دی تو اِس مطلّقہ سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو لوگ متبنّٰی کرتے ہیں اُن کا یہ دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے کہ وہ حقیقت میں بیٹا ہو جاتا ہے اور بیٹوں کے تمام احکام اُس کے متعلق ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قانونِ قدرت اس بیہودہ دعوے کو ردّ کرتا ہے اس لئے کہ جس کا نطفہ ہوتا ہے اُس کے اعضاء میں سے بچہ کے اعضاء حصّہ لیتے ہیں اُس کے قویٰ کے مشابہ اس کے قویٰ ہوتے ہیں اور اگر وہ انگریزوں کی طرح سفید رنگ رکھتا ہے تو یہ بھی اُس سفیدی سے حصّہ لیتا ہے اگر وہ حبشی ہے تو اُس کو بھی اس سیاہی کا بخرہ ملتا ہے اگر وہ آتشک زدہ ہے تو یہ بیچارہ بھی اسی بلا میں پھنس جاتا ہے۔ غرض جس کا حقیقت میں نطفہ ہے اُس کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں جیسے گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتی ہے اور چنے سے چنا نکلتا ہے۔ پس اِس صورت میں ایک کے نطفہ کو اُس کے غیر کا بیٹا قرار دینا واقعاتِ صحیحہ کے مخالف ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف منہ کے دعوے سے واقعات حقیقیہ بدل نہیں سکتے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ مَیں نے سم الفار کے ایک ٹکڑہ کو طباشیر کا ٹکڑہ سمجھ لیا تو وہ اس کے کہنے سے طباشیر نہیں ہو جائے گا اور اگر وہ اِس وہم کی بناء پر اسے کھائے گا تو ضرور مرے گا۔ جس حالت میں خدا نے زید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی انسان کی فضول گوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا اور اگر بکر اور خالد ایک مکان میں اکٹھے بیٹھے ہوں اور اس وقت حکم حاکم پہنچے کہ زید جس کا حقیقت میں بیٹا ہے اس کو پھانسی دیا جائے تو اس وقت خالد فی الفور عذر کر دے گا کہ زید حقیقت میں بکر کا بیٹا ہے میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کے دو باپ تو نہیں ہو سکتے پس اگر متبنّٰی بنانے والا حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ اصلی باپ کس دلیل سے لا دعویٰ کیا گیا ہے۔“

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 55۔ 56)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اناجیل سے ایک حوالہ بیان کیا ہے کہ تمام عیسائیوں کو لے پالک بیٹا قرار دیا ہے۔

(نامہ رُومیاں 8 باب 5 از حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 411)

اگر اِس کے مطابق تمام عیسائیوں کو حقیقی بیٹے مان لیا جائے تو کیا یہ اپنی بہنوں سے شادیاں کرتے ہیں۔ پس منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے نہیں، اُن کی ازواج کو اگر طلاق ہو جائے تو منہ بولے بیٹے کے باپ کا اُس سے شادی کرنا جائز ٹھہرے گا۔

سامعین! اِس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ سورۃ ہود آیت 42 تا 47 میں فرماتا ہے کہ اگر بیٹا مؤمن نہیں تو وہ اہل میں شامل نہیں۔ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بیٹے کے لیے اُس وقت اُتارے جب آپؑ کا بیٹا طوفان کی لہروں کے درمیان تھا اور حضرت نوحؑ کو پناہ دی گئی تھی تو حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو اپنے اہل میں سے قرار دے کر تباہی سے بچانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ (ھود:47) کہ اے نوح! یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔

سامعین! اِن آیات سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنی اولاد کی اِس حد تک تربیت کریں کہ وہ اسلام اور احمدیت پر حقیقی معنوں میں کاربند ہو جائیں۔ جس طرح حضرت نوحؑ کی تیار کردہ کشتی میں سوار بچائے گئے اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح تحریر فرمائی اور فرمایا جو اِس کشتی میں سوار ہو گا وہ محفوظ رہ جائے گا۔ سو ہمیں اِس کشتی میں سوار رہ کر حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے مَیں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" ہمارا مطلب و مدّعا یہ ہے کہ ایسے امور کی موشگافی اور تہ بینی کی امید سے اپنی عقلوں اور فکروں کو آوارہ مت کرو جو تمہاری بساط سے باہر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ بہتیرے ایسے لوگ ہیں کہ ناجائز فکروں میں پڑ کر اپنی اس معین اور مقرّر وسعت سے جو قدرت نے ان کو دے رکھی ہے باہر چلتے جاتے ہیں اور اپنی محدود عقل سے کل کائنات کے عمیق در عمیق رازوں کو حل کرنا چاہتے ہیں سو یہ افراط ہے جیسے بکلّی تحقیق و تفتیش سے مونہہ پھیر لینا تفریط ہے اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ یعنی اپنی چال میں توسّط اختیار کر۔ نہ ایسا فکر کو منجمد کر لینا چاہیے کہ جو ہزارہا نکات و لطائف النہیات قابل دریافت ہیں ان کی تحصیل سے محروم رہ جائیں اور نہ اس قدر تیزی کرنی چاہیے کہ ان فکروں میں پڑ جائیں کہ خدائے تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے اور یا اس نے اس قدر ارواح اور اجسام کس طرح بنا لئے ہیں اور یا اس نے کیونکر اکیلا ہونے کی حالت میں اس قدر وسیع عالم بنا ڈالا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 166-167)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" خود نبی صلعم نے بوحی الٰہی استنباط احکامِ قرآن کر کے قرآن ہی سے یہ مسائل زائدہ لئے ہیں جس حالت میں قرآن کریم صاف ظاہر کرتا ہے کہ کل خبائث حرام کئے گئے تو کیا آپ کے نزدیک درندے اور گدھے طیبات میں سے ہیں؟ جن کے حرام کرنے کیلئے کسی حدیث کی واقعی طور پر ضرورت تھی! گدھے کی مذمت خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ پھر جو اس کی نظر میں کسی وجہ سے منکر اور مکروہ اور خبائث میں داخل ہے وہ کس طرح حلال ہو جاتا؟ اور تمام درندے بدبو سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ چڑیا گھر میں جا کر دیکھو کہ شیر اور بھیڑیا اور چیتا وغیرہ اس قدر بدبو رکھتے ہیں کہ پاس کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے! پھر اگر یہ خبائث میں داخل نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟"

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 106)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح سے مستفیذ ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)